مرابحہ مؤجّلہ

اِرتقائی، واقعاتی اور تجزیاتی مطالعہ (پانچویں اور آخری قسط)

مولوی فضل الرحمٰن
متعلم تخصصِ فقہِ اسلامی، جامعہ

بیعِ مؤجل/ مرابحہ مؤجلہ کا آئینۂ ادوار اور اس کا تقابلی جائزہ

اب ہم اس بات کا مطالعاتی تناظر میں جائزہ لیں گے کہ بیع مؤجل کے لیے جو طریق کار وضع کیا گیا تھا، بعد میں چل کر کیا اس میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی یا نہیں؟ اور کیا اس طریقِ کار کو بینکوں نے پوری طرح قبول کیا یا وہ ''کچھ'' نہ ماننے پر مصرّ رہے؟!

۱۹۸۱ء میں سب سے پہلے اسلامی نظریاتی کونسل نے بیعِ مؤجل کا جو طریقِ کار عبوری دور کے لیے تجویز کیا، وہ پیشِ خدمت ہے:

''بیعِ مؤجل کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ یہ خرید وفروخت کا ایسا معاملہ ہے جس میں شئے متعلقہ کی قیمت فوری طور پر ادا کرنے کے بجائے کچھ عرصے بعد یک مشت یا قسطوں کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ صنعتی اور زرعی شعبوں کے علاوہ اندرونی اور بیرونی تجارت میں سرمائے کی فوری ضروریات کی تکمیل کے لیے بڑا مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بوری کھاد کی قیمت بینک کے لیے پچاس روپے ہے، لیکن بینک یہ کھاد سرمائے کے ضرورت مند کسانوں کو اپنے ایجنٹ کی معرفت ۵۵ روپے فی بوری کے حساب سے فروخت کرے گا اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس کی قیمت ایک مقررہ مدت کے بعد ادا کریں گے۔ جب کہ بینک اپنے ایجنٹ کو پچاس روپے فی بوری کے حساب سے قیمت اس وقت یا اس سے پہلے ادا کردے گا، جبکہ ایجنٹ بینک کے حسبِ ہدایت مال کسانوں کو مہیا کردے گا۔ ..... اگرچہ یہ طریقہ اسلامی شریعت کے مطابق ہے، لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ خرید کردہ شے متعلقہ ادارے کے حوالے کیے جانے سے پہلے بینک کے قبضے میں آجائے، تاہم اس شرط کی تکمیل کے

’’اگر چہ A اصطلاحی معنی کے لحاظ سے سود میں داخل نہیں ہوتا، لیکن اس کے رواجِ عام سے سودخور ذہنیت کی حوصلہ افزائی ہوسکتی ہے، اس لیے یہ کوئی پسندیدہ طریق کار نہیں ہے۔‘‘(۱۷)

درج بالا عبارات کا حاصل درج ذیل ہے:

۱- مرابحہ مؤجلہ اپنی روح اور نتائج کے اعتبار سے روایتی سودی کاروبار سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔

۲- مارک اپ (بیع مؤجل) کا نظام اپنے جوہر اور خصوصیات کے اعتبار سے سودی نظام سے پوری مطابقت رکھتا ہے۔

۳- اس سے اسلام کے معاشی مقصد کی تکمیل نہیں ہوتی۔

۴- رواجِ عام سے سودخور ذہنیت کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

ان وجوہ کی بناء پر مرابحہ مؤجلہ کو حیلہ کہا گیا ہے۔ اور ان ہی خصوصیات کی بنا پر بینک اسے دل عزیز ومحبوب رکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے مروجہ اسلامی بینک اور غیر اسلامی بینک کے درمیان حد فارق واضح نہیں ہو پا رہی۔

ا تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اُمورِ دینیہ میں ذاتِ الٰہی اور مسئولیتِ اخروی پر رہنے، لکھنے، پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حواشی وحوالہ جات

۱:- اسلامی نظریاتی کونسل رپورٹ، ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، ص:۲۸، ۲۹

۲:- تفصیل کے لیے: بلاسود بینکاری، عبوری خاکہ، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص:۶۳ تا ۶۹

۳:- بلاسود بینکاری، عبوری خاکہ، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص:۶۴

۴:- ماخذ سابق، ص:۶۸

۵:- بلاسود بینکاری، عبوری خاکہ:۶۸-۶۹

۶:- تفصیل کے لیے: احسن الفتاویٰ، ج:۷، ص:۱۱۹ تا ۱۲۱ ملاحظہ ہو۔

۷:- اسلامی نظریاتی کونسل رپورٹ، ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، ص:۲۹

۸:- احسن الفتاویٰ، ج:۷، ص:۱۱۹

۹:- حوالہ سابقہ

۱۰:- اسلامی بینکاری کی بنیادیں، ص:۹۴-۹۵

۱۱:- احسن الفتاویٰ، ج:۷، ص:۱۲۰-۱۲۱

۱۲:- سابقہ حوالہ

۱۳:- اسلامی بینکاری کی بنیادیں، مفتی محمد تقی عثمانی، ص:۱۲۴

۱۴:- اسلامی بینکاری ایک تعارف، ڈاکٹر لٰا داحمد غازی، ص:۱۷۱

۱۵:- اسلامی نظریاتی کونسل رپورٹ، ص:۹۶

۱۶:- اسلامی بینکاری کی بنیادیں، ص:۹۳

۱۷:- فقہی مقالات، ج:۲، ص:۲۵۹

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ ....